ہندومت میں تحدید زمین و ملکیت زمین کے قوانین کا تحقیقی جائزہ
***An Academic Analysis of Demarcation and Ownership of
 Land in Hindūism***

Dr. Muhammad Anees Khan

Assistant Professor, Dept. of Islamic & Religious Studies,
 University of Hazara

Dr. Hafiz Nasir Uddin

Associate Professor, Dept. of Islamic & Religious Studies,
 University of Hazara

Abstract:

Land ownership is considered as a human right under the Universal Declaration of Human Rights and is recognized as a basic right in the modern world. It remains one of the most controversial issue throughout history, always in need of an appropriate definition suited to a nation's political, social and economic conditions. While all liberal laws allow for certain reasonable restrictions on an absolute right to property for some public good, the challenge facing every country is where to draw the line against state interference into a person's right to own and enjoy property. Especially in the modern world countries required more food production and the problem is that, some people have so much land area, and that a significant part of their lands is out of their power to cultivate accurately. Due to this reason much of land area remains barren. And in the other side some farmers who have not enough land, their half-power spend without receiving any fruit. Religion plays a Vitol role in this area, if the followers of that religion follow such rules with honesty. In non-Semitic religions Hinduism is one of the largest religion of the world with a rich culture and religious practices. This research paper will explain religious law about the ownership of land in Hindūism.

Keywords: *Hindūism, Property, Manū, Mahābhar'atā, Land*

تعارف موضوع :

زمین کا ایک شخص سے دوسرے شخص کے ملکیت میں جانے کو عام طور پر مشکل کام تصور کیا جاتا ہے، عموماً تحدید زمین و ملکیت زمین کے قانون میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص زیادہ سے زیادہ کتنے ایکڑ زمین کا مالک بن سکتا ہے؟ لہذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سلسلے میں مذہبی لحاظ سے بھی ایسی کوئی ایسی تحدید موجود ہے

یا انسان کو آزاد چھوڑا گیا ہے کہ جتنی وہ چاہے زمین کا مالک بن جائے؟ عموماً اسی طرح کے زیادہ تر مسائل کسی بھی ملک میں رائج قانون اراضی کو سامنے رکھ کر حل کئے جاتے ہیں۔^۱

زمین عوام الناس کے فائدے اور مفاد عام کے لئے ہے، اگر کہیں مفاد عامہ کا یہ تقاضا ہو کہ زمینوں کی شخصی و نجی ملکیت کی تحدید کر دی جائے تو اہل رائے کے مشورے سے یہ تحدید کی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر کسی ملک میں ملکیت اراضی کا نظام ایسا ہو جو ملک کی ضرورت کے مطابق مطلوبہ غذائی پیداوار کی راہ میں رکاوٹ بن رہا ہو اور بعض لوگوں کے پاس اتنی مقدار میں زمین موجود ہو جن کو صحیح طور پر کاشت کرنا ان کی طاقت سے باہر ہو، تو عام طور پر ایسی حالات میں زمینوں کا ایک خاص حصہ صحیح کاشت نہ ہونے کی وجہ سے بیکار ضائع ہو جاتا ہے اور دوسری طرف کاشت کاروں کے پاس اتنی کم زمین موجود ہوتی ہے جو ان کی نصف قوت کار سے کاشت ہو کر باقی نصف قوت کار ضائع چلی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں غذائی پیداوار کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چنانچہ ایسی صورت میں حکومت عدل کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلی قسم کے لوگوں کی ملکیت زمین کا دائرہ تنگ اور دوسرے لوگوں کی زمین کا دائرہ وسیع کر سکتا ہے۔ جس سے غذائی پیداوار میں اضافہ اور لوگوں کی غذائی ضرورتیں بہتر طور پر پوری ہو سکتی ہیں۔ البتہ زائد زمین لینے کی صورت میں قانون کے مطابق اس کا معاوضہ بھی دیا جائے گا۔

تحدید اور ملکیت کی لغوی اور اصطلاحی معنی:

اردو لغت میں تحدید کے لغوی معنی حد بندی، محدودیت، کنارے اور اختیارات کے ہیں،^۲ جب کہ لفظ ”ملکیت“ جاگیر، مال اور اسباب کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔^۳ اس لیے اصطلاحی لحاظ سے تحدید زمین و ملکیت زمین کے معانی سے مراد ”حد بندی کی ملکیت کا ہونا“ کہلاتا ہے۔

ہندومت میں تحدید زمین و ملکیت زمین:

ہندومت میں زمین کی ملکیت اور تحدید کے بارے میں جن امور کو دیکھا جاتا ہے ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں۔

(الف): زمین کی حقیقی ملکیت:

ہندومت کو دنیا کی قدیم ترین مذاہب میں شمار کیا جاتا ہے۔ سامی ادیان کی طرح ہندومت میں بھی کائنات کی تخلیق اور ملکیت کا مالک اللہ تعالیٰ کو قرار دیا جاتا ہے۔ لہذا اُس مالک حقیقی نے یہ چیزیں انسانوں کو عطا فرمائی ہیں جس کے نتیجے میں وہ دنیاوی احکام و معاملات کے لحاظ سے ان اشیاء کے مالک قرار پائے۔ لہذا انسان کو مملوکہ اشیاء پر تمام مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے ہیں۔ ملکیت زمین کے بارے میں ہندومت کی کتابوں میں بار بار ذکر ملتا ہے۔ رگ وید میں ملکیت زمین کے بارے میں ایک اشلوک کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

خدا وہ ذات ہے ”جو کسی سے پیدا نہیں ہوئے ہیں اور ساری کائنات کی بھاگ دوڑ اس

کے دائرہ اختیار میں ہے۔“^۴

لہذا کائنات کا مالک خدا کی ہستی کو قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر خدا کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ ”اے خدا! کائنات کے مالک“۔^۵

دوسری طرف رگ وید میں ایک اور جگہ پر ”زمین کے خدا“ کے الفاظ سے بھی پکارا گیا ہے،^۶ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملکیت کے ساتھ وحدانیت کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ کائنات کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے رگ وید میں ایک اور جگہ پر یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ:

”واقعی وہ ذات ہر اعتبار سے سچا ہے۔ تمام مخلوقات اس وسیع و عریض خطے پر، یہ سب اُس ذات نے پیدا کیئے ہیں۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے یہ وسیع و عریض جنت اور زمین، یہ سب کچھ اُس ذات نے پیدا کیا ہے۔“^۷

لہذا ہندومت کے مطابق مذہبی قوانین میں زمین کی تخلیق اور ملکیت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی سب کائنات، جنت اور جہنم کا پیدا کرنے والا ہے۔ لہذا مقتدر اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو مانا جاتا ہے کیونکہ اس ذات نے کائنات کی تخلیق کی۔ رگ وید میں ایک اشلوک کی تشریح کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ:

”کائنات کے ابتداء میں کوئی شے موجود نہیں تھا۔ نہ ہوا نہ خلا، نہ پانی۔ نہ پوشیدہ چیزوں کا کچھ پتہ چل رہا تھا نہ ظاہری کا۔ نہ موت موجود تھی نہ لافانیت۔ نہ دن کا وجود تھا، نہ رات کا۔ صرف خدا تھا، جو اس کائنات میں بغیر ہوا کے اپنی قدرت پر سانس لے رہا تھا (یعنی موجود تھا) اس کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں تھی۔“^۸

الغرض یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہندومت میں زمین کی ملکیت پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حق تسلیم کیا گیا ہے جو اقتدار اعلیٰ کے ساتھ ساتھ وحدانیت کی بھی ایک دلیل ہے۔

اگر ہم ویدوں کے علاوہ ہندومت کی دوسری کتب کا مطالعہ کریں تو ان کتب میں بھی ملکیت زمین کے بارے میں تقریباً یہی قوانین بتائے گئے ہیں۔ منو سمرتی کے مطابق زمین کی ملکیت اور تقسیم سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے کیونکہ کائنات کی تخلیق خدا نے کی ہے۔ خدا موجود تھا لیکن کائنات ایک مبہم شکل میں موجود تھی، لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان سب میں جان ڈال دی۔

”وہ ایک ایسی ذات ہے کہ اُس کی طاقت کو نہیں ناپا جاسکتا ہے۔ یہ تمام کائنات ایک اندھیرے کی شکل میں موجود تھی نہ کچھ نظر آ رہا تھا، سب کچھ بنجر تھا۔ اُس وقت زمین کی یہی خصوصیات تھیں۔ نہ کچھ حاصل ہو سکتا تھا۔ سب کچھ سمجھ سے باہر تھا۔ ایسا لگ رہا تھا

کہ یہ ساری کائنات گہری نیند سو رہی ہو۔“^۹

اسی طرح بھگوت گیتا میں تخلیق کائنات اور خدا کی عظمت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

”فانی انسانوں میں جو کوئی مجھے پیدائش سے مبرا اور بے آغاز اور کائنات کا مالک جانتا ہے

غفلت میں مبتلا ہوئے بغیر وہی تمام گناہوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔“^{۱۰}

کائنات کی تخلیق کے بارے میں یہی الفاظ ایک اور جگہ پر دوسری انداز سے بیان کیے گئے ہیں کہ:

”میں تخلیق میں ابتدا، انتہا اور درمیان ہوں، علموں میں خودی کا علم اور مقرر کی گفتگو ہوں۔“^{۱۱}

(ب): سارے ملک کا نگران راجا کو قرار دینا:

حقیقی ملکیت کے بعد ذاتی املاک کی تقسیم کے ساتھ یہ حکم بھی واضح کیا گیا ہے کہ سارے ملک کا نگران راجہ ہے۔ قومی سطح پر زمین کی ملکیت اور تقسیم سارا کچھ راجہ کے ہاتھوں میں ہے۔ شاستر کے قانون کے مطابق زمین کی تقسیم کے بارے یوں کہا گیا ہے:

”راجہ سر زمین پر چراگا ہیں بنانے کا بندوبست کرے گا اور برہمنوں کو سوم کی کاشت کے لئے

جنگل کے قطعاً بھی دیئے جائیں گے، ساتھ ساتھ راجہ زمین کا کچھ حصہ اپنے سیر و شکار

کے لئے بھی مخصوص کر سکتا ہے، جس میں ہر قسم کے لذیذ پھل اور پھول اور جانور وغیرہ

ہوں۔“^{۱۲}

تحدید زمین و ملکیت زمین کے سلسلے میں راجہ کے لیے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ملک کی سرحد پر یا کسی اور جگہ پر ایک شکار گاہ دوسرے لوگوں کے لئے بنائے، اس کے ساتھ جنگلات سے کارآمد اشیاء بنانے کے

لئے کارخانوں اور ریاست کے چاروں طرف قلعوں کی تعمیر پر زور دیا گیا ہے۔^{۱۳}

(ت): تحدید زمین و ملکیت زمین میں تقسیم کا اصل مقصد:

ہندومت کے لٹریچر میں تقسیم کے بارے میں تاکید ملتی ہے۔ جس کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ جائیداد، مال اور دولت کو خدا نے اس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے کہ اس کو قربانی کے طور پر تقسیم کیا جائے۔ لہذا تقسیم میں غریب مسکین سب آسکتے ہیں۔ مہا بھارت میں ذکر کیا گیا ہے۔

”اُس طاقت ور ذات نے دولت کو قربانی کے لئے پیدا کیا ہوا ہے اور انسان کی تخلیق کا

اصل مقصد اس دولت کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ اس وجہ سے انسان کو تمام دولت

صدقہ (نذر و نیاز اور قربانی) کے طور پر استعمال کرنا چاہیے کیونکہ یہ ان کے لئے باعث

مسرت و خوشی ہوگی۔“^{۱۴}

(ج): ملکیت کی حد:

ہندومت میں زمین کی مثال مال کی مانند قرار دی گئی ہے جب کہ ملکیت کا قانون دوسرے ادیان سے مختلف بیان کیا گیا ہے۔ مال (ملکیت) کے بارے میں یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ مال جمع کرو، بڑھاؤ اور مزے کرو،^{۱۵} لیکن دوسری طرف اس بات کی بھی نشاندہی ملتی ہے کہ مال جمع کرنے میں شودر ذات کو یہ حق حاصل نہیں کہ ملکیت یا مال واسباب جمع کرے۔^{۱۶}

ملکیت کے حصول میں جائز و ناجائز اموال کا بیان:

اس کے ساتھ ہندومت مال کو کمائی کے لحاظ سے تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں:

(ا) سفید (ب) داغدار (ج) اور سیاہ^{۱۷}

(ا)۔ سفید مال کے زمرے میں درج ذیل امور سے حاصل شدہ مال واسباب کو شمار کیا جاتا ہے:

(۱)۔ مذہبی تعلیم کے ذریعے حاصل ہونے والی مال و دولت

(۲)۔ بہادری (جنگ) سے حاصل کی ہوئی ملکیت

(۳)۔ سادگی یا روحانی عادات (صدقہ) کی وجہ سے

(۴)۔ کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کے ذریعے سے (یعنی جہیز وغیرہ کی صورت میں)

(۵)۔ شاگردوں کو مذہبی تعلیم دینے سے

(۶)۔ قربانی (صدقہ) کے ذریعے سے

(۷)۔ وراثت کے ذریعے حاصل شدہ مال^{۱۸}

(ب) داغدار مال کے زمرے میں درج ذیل کو شمار کیا جاتا ہے:

(۱)۔ قرض پر دیا ہوا مال سے سود کا حاصل کرنا

(۲)۔ کاشت کاری کے ذریعے حاصل کرنا

(۳)۔ تجارت کے ذریعے

(۴)۔ کنواری لڑکی کو شادی کے لئے دی ہوئی رقم پر سود کا حصول

(۵)۔ فن کے مظاہرے سے حاصل ہونے والی ملکیت (فن میں مصوری تک تمام عوامل کا شمار ہوتا ہے)

(۶)۔ غلام کا کسی خاص بندے کے انتظار میں دوسرے شخص کو احترام پیش کرنا اور کچھ مال و دولت ملنا

(۷)۔ صلاح مشورے یا اپنے فائدے کے لیے واپسی پر ملنے والی ملکیت^{۱۹}

(ج) سیاہ مال میں درج ذیل اموال کو شمار کیا جاتا ہے:

(۱)۔ رشوت کا مال

(۲)۔ جوا (Gambling) سے حاصل ہونے والا مال

(۳)۔ کسی بیمار انسان کی ملکیت حاصل کرنے کی کوشش کرنا

(۴)۔ کسی کو غلط خبر دے کر مال حاصل کرنا جس سے وہ مر جائے۔

(۵)۔ نقلی چیز کو اصلی چیز دکھا کر مال کا حصول

(۶)۔ چوری کا مال

(۷)۔ فریب سے حاصل کیا ہوا مال^{۲۰}

(د): تحدید زمین و ملکیت کی مد میں مختلف ذاتوں کے لئے جائز اموال :

مال و اسباب کی اقسام کے بعد ملکیت کی تقسیم کی بات آجاتی ہے تو ہندومت میں تقسیم کے بارے میں آریا کے قوانین میں تحدید و ملکیت کے بارے میں ایک طرف ہمیں یہی قانون ملتا ہے کہ مال جمع کرو، بڑھاؤ اور مزے کرو^{۲۱}، لیکن دوسری طرف مال و املاک کے لیے کئی قواعد و ضوابط بھی بنائے گئے ہیں، لہذا ان قوانین کو مد نظر رکھ کر مال و اسباب جمع کرنا ہوگا۔

برہمن جس کو معاشرے میں ایک اُونچا مقام حاصل ہے جتنا مال و متاع (زمین و مال سب) جمع کر سکتا ہے جمع کرے لیکن یہ سب مال مندرجہ ذیل طریقوں سے جمع کر سکتا ہے۔ (۱) خیرات و صدقات (۲) قربانی (نذرو نیاز) (۳) شاگردوں کو پڑھانے سے حاصل کیا ہوا مال۔^{۲۲} ان تین طریقوں کے علاوہ جو مال بھی حاصل کرے گا وہ گناہ کا سبب ہوگا۔

کھشتری جس کو معاشرے میں دوسرا مقام حاصل ہے۔ ان کے لیے مخصوص مال کے ذرائع تین قسم کے ہو سکتے ہیں۔ (۱) ٹیکس کی صورت میں حاصل کیا ہوا مال و اسباب (۲) جنگ سے مال غنیمت میں حاصل کیا گیا مال و اسباب (۳) عدالتی مقدموں سے حاصل کی گئی جرمانے کی رقم۔^{۲۳}

ویش کا شمار تیسرے نمبر پر آتا ہے۔ ویش کے لیے جائز مال و اسباب بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) کاشت کاری کے ذریعے (۲) مال مویشیوں کے ذریعے (۳) اور تجارت کے ذریعے۔^{۲۴}

شودر جس کا شمار سب سے نچلے طبقے میں ہوتا ہے۔ اُن کے لیے جائز مال و اسباب وہی ہے جو برہمن، کھشتری یا ویش سے ملے۔^{۲۵} ان قوانین کے علاوہ کوئی ایسا قانون نہیں ملتا جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ ملکیت کی حد کتنی ہونی چاہیے۔ لہذا ان جائز طریقوں کے علاوہ دوسرے طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال (زمین اور نقدی دونوں) گناہ کا سبب تصور کیا جائے گا۔ البتہ مال و اسباب کے حصول میں صرف اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ یہ مال سفید، داغدار یا سیاہ، کون سے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔ جائیداد کی حد بندی کے تنازعہ کی صورت میں اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ آس پاس کے گاؤں کے پانچ یا دس عمر رسیدہ لوگوں کے زیر نگرانی مسئلے کا حل تلاش کیا

جائے۔ جبکہ ایسی زمین جس پر حد بندی کے نشان نہ ہو یا کوئی مالک نہ ہو، تو ایسی زمین راجہ دوسروں میں تقسیم کر سکتا ہے۔^{۲۶} البتہ چراگا ہوں، میدانوں، کھیتوں اور مکانون وغیرہ کے بارے میں یہ قانون ملتا ہے کہ اس کا فیصلہ ان لوگوں کے حق میں ہو گا جو پہلے قابض ہوئے ہوں گے۔^{۲۷}

(ذ): ملکیت زمین کا زائل اور برقرار رہنا:

ملکیت زمین کے بارے میں یہ قانون بھی ہندومت کی مذہبی کتابوں میں ملتا ہے کہ جو لوگ ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں تو اس کی ملکیت قائم رہے گی۔ البتہ اندرونی یا بیرونی خانہ جنگی میں چلے جانے والے لوگوں کے بارے میں یہ بات کی گئی ہے کہ اگر دس سال تک وہ اپنی املاک کو طلب نہ کریں تو ان کی ملکیت زائل ہو جائے گی۔^{۲۸} ار تھ شاستر میں ملکیت کے بارے میں ایک قانون یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ”جو لوگ اس ملک میں جہاں اُن کی املاک واقع ہوں چلے جائیں تو اُن کی ملکیت قائم رہے گی، اگر دس سال تک اپنی املاک کا طلب نہ کریں اور وہ دوسروں کے قبضہ مخالفانہ میں رہے تو اس پر ان کی ملکیت زائل ہو جائے گی۔“^{۲۹}

اسی طرح اگر عمارت ۲۰ سال تک دوسروں کے قبضے میں رہیں تو واپس طلب نہیں کی جائے گی۔ دوسری طرف اگر بادشاہ کی غیر موجودگی میں اس کے رشتہ دار یا دوسرے لوگ عمارت پر قابض ہو جائیں تو وہ اُن کی ملکیت نہیں بن سکے گی یہی بات کھلی امانتوں اور حدود مملکت کی بابت بھی بیان کی گئی ہے۔^{۳۰}

ملکیت کے یہی قوانین The Minor Law Book میں مختلف انداز سے بیان کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر زمین اور گھر کی ملکیت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جو زمین یا گھر تین پشت تک کسی کے پاس قبضے میں رہا ہو وہ اس کی ملکیت تصور کی جائے گی۔^{۳۱}

(ر): ملکیت کی تقسیم میں بڑے بیٹے کا تصور:

ہندومت میں جائیداد کی تقسیم میں ایک قانون یہ بھی ملتا ہے کہ سب سے بڑا بھائی باپ کے سارے مال و دولت اور جائیداد کا حق دار ہو گا اور دوسرے تمام اس کی رہنمائی میں ایسی زندگی بسر کریں گے جیسے وہ اپنے باپ کے زیر سایہ بسر کرتے تھے، یہ تقسیم باپ کے موت سے پہلے یا بعد میں یا دونوں حالتوں میں ہو سکتی ہے۔^{۳۲} لیکن ملکیت میں سب سے بڑے بیٹے کو اپنے حصے کے ساتھ ۲۰/۱ زیادہ دینا ہو گا۔ زمین کے ساتھ مویشیوں میں سب سے اچھے مویشی اُس کے حصے میں آئیں گے۔ درمیان والے بھائی کو آدھا حصہ اور سب سے چھوٹے والے کو ایک چوتھائی حصہ دیا جائے گا۔ لیکن اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ مال و اسباب جو بھی ہوں، سب سے بہتر حصہ

بڑے بیٹے کے حصے میں آئے گا۔^{۳۳} البتہ اگر ملکیت کا کوئی وارث نہ ہو تو برہمن کے علاوہ باقی تمام ذاتوں کی جائیداد راجہ اپنے قبضے میں لے گا۔^{۳۴}

(ز): ترکے کے تقسیم کے لیے بلوغت کی شرط:

ارتھ شاستر کے قوانین میں جائیداد کی تقسیم کے بارے میں ایک حکم یہ بھی دیا گیا ہے کہ ترکہ تب تقسیم ہو گا جب کہ سب ورثا بلوغت کو پہنچ جائیں، اگر اس سے پہلے تقسیم کیا جائے تو نابالغوں کا حصہ ماں کے رشتہ داروں یا بستی کے بزرگوں کی تحویل میں دے دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچیں۔ غیر شادی شدہ بیٹوں کو شادی کے لیے اتنا دیا جائے، جتنا بڑے بھائیوں کی شادی پر خرچ ہوا تھا، جب کہ املاک اور قرضے یکساں تقسیم ہوں گے۔^{۳۵}

ملکیت کی تقسیم کے سلسلے میں یہ حکم بھی بیان کیا گیا ہے کہ
”سنیاسی اور وید پڑھنے والوں کا اثاثہ ان کی موت واقع ہونے پر ان کے گرو یا چیلوں
بھائیوں یا ہم سبق ساتھیوں کی ملکیت ہو جائے گی اور وہ اس ترتیب سے اس کے وارث
قرار پائیں گے۔“^{۳۶}

(س): ملکیت میں نئے لوگوں کو بسانے کا تصور:

ملکیت کے قوانین کو مزید وضاحت دیتے ہوئے اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ
”لوگ وسیع حدود کے اندر ایک دوسرے سے تعارض کئے بغیر رس بس سکتے ہیں، اگر
کوئی نیا آدمی بسنے کے لئے آئے تو پورا بایاں اس کے لئے جگہ نکالیں اگر کوئی جگہ دینے
کو تیار نہیں تو اسے نکال دیا جائے گا۔“^{۳۷}

(ش): تقسیم میں مساوات کا نہ ہونا:

تقسیم کے سلسلے میں منو سرتی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ذرائع پیداوار کی تقسیم میں اس طرح
مساوات کا فلسفہ نظر نہیں آ رہا جس طرح دوسرے ادیان میں موجود ہے کہ ذرائع پیداوار کی ملکیت میں ہر ایک کا
ایک مخصوص حصہ مقرر ہوتا ہے۔ ہندومت میں بھی حصوں کی تقسیم موجود ہے لیکن اس میں پہلوٹھے کا تصور پیش
کیا گیا ہے جیسا کہ ”تمام منفعت بخش اشیاء میں عمر کے لحاظ سے سب سے بڑا ہمیشہ اچھے حصے کا حق دار ہوگا، چاہے
تقسیم میں ایک جانور ہو یا دس۔“^{۳۸}

ہندومت میں ملکیت کی تقسیم کا جائزہ لینے سے ہمارے سامنے ایک وسیع قانون نظر آتا ہے، تاہم اس
قانون میں کہیں نہ کہیں نا انصافی سے کام لیا گیا ہے۔ ذرائع پیداوار میں صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت

ہیں، دین اسلام نے ایسے لوگوں کی تعریف ”القوی الامین“^{۳۹} امانت دار کے الفاظ سے کی ہے اور ذرائع پیداوار سے استفادے کے معاملے میں مساوات قائم کیا گیا ہے تاہم ہندومت میں امانت داری کا یہ تصور موجود نہیں منوسمرتی میں کہا گیا ہے۔

”برہمن لالچ سے بالاتر اور باہر ہے۔ لہذا ذرائع پیداوار میں برہمن کی خواہش اور منشا کے

خلاف کام کرنے کی صورت میں اُس ذات والے کو راجا ۶۰۰ پناجرمانہ کرے گا۔“^{۴۰}

(ھ): ملکیت پر ذات پات کا اثر:

زمین کی حقیقی ملکیت کے بارے میں ہندومت کا تصور واضح ہے لیکن ذرائع پیداوار میں مساوات کا درس نہیں ملتا کیونکہ ہندو معاشرہ ذات پات کا شکار ہے۔ ذات پات کی تقسیم کے بارے میں اُن کی رائے ہے کہ برہمن کی پیدائش بھگوان کے منہ سے، کھشتری کی پیدائش اس کے ہاتھوں سے جب کہ ویش اُس کی ران سے اور شودر اُس کی پیٹھ سے پیدا ہوا ہے۔^{۴۱} لہذا جس معاشرے میں ذات پات کی یہ تقسیم ہو تو وہاں ذرائع پیداوار میں مساوات کہاں قائم ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف ذرائع پیداوار میں ذاتوں کو مختلف قسم کے کام سونپ دیئے گئے ہیں۔ ہر ذات اپنے دائرے کار میں رہ کر اپنا کام سرانجام دینے کا پابند ہوتا ہے۔ البتہ برہمن کو معاشرے میں اونچا مقام حاصل ہے کیونکہ برہمن کی تشبیہ ہوا سے دی گئی ہے۔ جس طرح تمام جاندار ہوا (آکسیجن) کے ذریعے زندہ رہتے ہیں، اسی طرح ہندومت میں باقی تین ذات برہمن کی وجہ سے جی رہے ہیں۔^{۴۲}

(ل): موجودہ دور میں رائج قانون:

ہندومت میں ملکیت کے حدود کا براہ راست مذہبی قانون کے ساتھ ایک رشتہ بنایا گیا ہے کہ ملکیت کی کوئی حد نہیں لیکن حصول کا طریقہ کار ان قوانین کے اندر ہونا ضروری ہے۔ حالیہ ایک رپورٹ کے مطابق اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اراضی کے قانون میں کافی تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں انگریز کے دور کا بنایا ہوا قانون تبدیل کیا جا رہا ہے۔ انگریز کے دور کے قانون میں ریاست کو یہ حق حاصل تھا کہ کسان سے زمین لینے کے لیے ریاست لامحدود اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے۔ پس اس قانون کی وجہ سے صنعتی دروازے بند ہوتے گئے۔ لہذا اس قانون میں تبدیلی لائی گئی، جس کی رو سے اراضی تحویل میں لینے سے پہلے جاگیرداروں کی رضامندی ضروری قرار دے دی گئی۔ اس قانون کے لاگو ہونے سے ایک طرف کسانوں کو تحفظ ملا تو دوسری طرف پیداوار کی اچھی قیمت لگی اور بے گھر ہونے والے افراد کو کسی اور جگہ بسانے اور ریاست کو انہیں معاشی متبادل فراہم کرنے کا پابند کیا گیا۔^{۴۳}

خلاصہ بحث:

تحدید زمین و ملکیت زمین کے حوالے سے ہندومت میں کافی قوانین ملتے ہیں۔ غیر سامی ادیان میں ہر مذہب نے اپنے طور پر کافی کوشش کی ہے کہ اپنے پیروکاروں کو ہر قسم کی سہولت فراہم کرے۔ لیکن اس اس کوشش کے باوجود کہیں نہ کہیں کچھ نہ کچھ خامی ضرور پائی جاتی ہے اگر دیکھا جائے تو ہندومت میں کچھ قوانین جیسے، حقیقی اقتدار اعلیٰ اور اس کے ساتھ کہیں کہیں مساوات اور غریبوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی بات کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مملکت میں نئے لوگوں کو بسانے کے لیے خصوصی اہتمام کیا گیا ہے جو ایک خوش آئند بات ہے۔ لیکن دوسری طرف ہندومت میں ملکیت کی تقسیم میں مساوات کا نہ ہونا اور ملکیت کے قوانین میں ذات پات کے ساتھ ساتھ بڑے بیٹے کے حصے میں زیادہ املاک کا آنا ایسی چیزیں ہیں، جو معاشرے میں فساد کا سبب بن سکتی ہیں۔ اس کے ساتھ مال کے حصول کے سلسلے میں ہر ذات کے لیے ایک مخصوص طریقہ کار ہندومت کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1. Encyclopedia of the Social Sciences , Editor, Edwin R.A. Seligman ,Associate Editor ,Alvin Johnson ,copyright ,1933,By The Macmillan Company ,MCMLXII ,New York, Thirteen Printing ,1959,Volumes IX and X , page ,128,129..
۲. قاموس متردفات، ص، ۵۳۵
۳. قاموس متردفات، ص، ۱۰۱۸
4. RG-Veda, chapter, 1.1, mantra, 164, vishvedevas, page, 134.
5. RG-Veda, chapter, 1.5, mantra 82, Savitar, page, 252.
6. RG-Veda chapter, 1.7, mantra, 18, Indra, page, 293.
7. RG-Veda, chapter, 1.7, mantra 86, varuna, page, 316.
8. RG-Veda, chapter, 1.10, mantra 129, creation, page, 503.
9. Sacred books of the EAST, edited by F.Max muller, vol,xxv, The laws of Manu ,chapter,1,page,2, the laws of Manu extracts by G.Buhler, Oxford At the clarendon press 1886..
۱۰. شریمد بھگوت گیتا، باب ۱۰، اشلوک، ۳
۱۱. شریمد بھگوت، باب ۱۰، اشلوک، ۳۲
۱۲. ارتھ شاستر، باب ۲، جزو ۲، ص، ۳۲۵
۱۳. ارتھ شاستر، باب ۲، جزو ۲، ص، ۳۲۵
14. Mahabharata(translated in to English from original Sanskrit text)M.N.Dutt, vol,vi, chapter xx,1,14,page,24,parimal publication Delhi(India),1994..
15. Sacred books of the east, edited by F.Max.Muller,vol,xxxiii,THE MINOR LAW BOOKS, translated by Julius jolly,chapter,3,Property,page,53,motilal,banarsidass,Delhi,Patna,Varanasi,1965.
16. The Laws of Manu, Chapter, x, V, 129.
17. Sacred books of the east, edited by F.Max.Muller,vol,xxxiii,THE MINOR LAW BOOKS, translated by Julius jolly,chapter,3,Property, page, 53.

18. The Minor Law Books, vol, xxxiii, Chapter, 3 Property, V, 45.
 19. The Minor Law Books, vol, xxxiii, Chapter, 3 Property, V, 46.
 20. The Minor Law Books, vol, xxxiii, Chapter, 3 Property, V, 47.
 21. Sacred books of the east, edited by F.Max.Muller,vol,xxxiii,THE MINOR LAW BOOKS, translated by Julius jolly,chapter,3,Property,page,53,motilal,banarsidass,Delhi,Patna,Varanasi,1965
 22. The Minor Law Books, vol, xxxiii, Chapter, 3 Property, V, 52.
 23. The Minor Law Books, vol, xxxiii, Chapter, 3 Property, V, 53.
 24. The Minor Law Books, vol, xxxiii, Chapter, 3 Property, V, 54.
 25. The Minor Law Books, vol, xxxiii, Chapter, 3 Property, V, 54.
۲۶. ارتھ شاستر، باب ۳، جزو ۹، حد بندی کے تنازعات، ص ۳۵۷
۲۷. ارتھ شاستر، باب ۳، جزو ۹، حد بندی کے تنازعات، ص ۳۵۷
۲۸. ارتھ شاستر، باب ۳، جزو ۱۲، ملکیت، ص ۳۸۴
۲۹. ارتھ شاستر، باب ۳، جزو ۱۲، ص ۳۸۵
۳۰. ارتھ شاستر، باب ۳، جزو ۱۲، ص ۳۸۵
31. Sacred Books of the EAST , Max Muller ,The Minor Law Books, Motilal Banarsidass Bungalow road Jawahar Nagar Delhi-7,First publish,1889,Vol,xxxiii,Chapter,Boundary disputes ,V,27..
 32. Law of Manu vol, xxv, chapter ix, V, 105, page, 346.The Sacred Law of the Aryas,Vol,ii,Chapter ,xxviii,V,1,2,3,4..
 33. The Law of Manu, Vol, xxv, Chapter, ix, V, 112,114.
 34. The Law of Manu, Vol, xxv, Chapter, ix, V, 189.
۳۵. ارتھ شاستر (آچاریہ کوتلیہ چانکیہ کی رموز سیاست و حکمرانی پر عالمی شہرت یافتہ کتاب) کا مکمل اردو اور انگریزی ترجمہ (باب ۳، جزو ۵، تر کے کی تقسیم، ص ۳۴۹، ٹیکساس پرنٹرز یونیورسٹی روڈ کراچی ۱۹۹۱۔
۳۶. ارتھ شاستر، باب ۳، جزو ۱۲، ص ۳۸۵
۳۷. ارتھ شاستر، باب ۳، جزو ۱۲، ص ۳۸۵
38. Sacred Books of the EAST, LAW OF Manu, chapter, ix, V 114, page, 347...
۳۹. القرآن، سورہ ۲۸، آیت ۲۶
40. Law of Manu, chapter, viii, V, 412.
 41. The Chowkhamba Sanskrit studies, vol,xxxv, the Hymns of the RG-Veda by Ralph T.H.griffith, vol 11,page,519,Hymn XC book X chowkhamba Sanskrit series office post box no 8,Varanasi-1 India ,1963 ..
 42. Sacred books of the East ,Law of Manu,vol,xxv,chapter,iii,v,77,page,89..